(1) فقہی ضابطہ "المرأۃ کالقاضی" کا محمل و مطلب
(2) "والقول قول الزوج فی ترک النیۃ مع الیمین" کا محمل

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں:

جس صورت میں قضاء طلاق واقع ہوتی ہے، اور بیوی نے تین طلاق کے الفاظ سنے ہوں تو اس صورت میں خاتون کے لیے یہ حکم بیان کیا جاتا ہے کہ وہ یہی سمجھے کہ وہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو جماع کرنے پر قدرت دے، وہ بہر صورت اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے۔

خاتون کے لیے مذکورہ حکم "المرأۃ کالقاضی" کے اصول کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، لیکن فقہاء کی بعض عبارات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر حلف کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے اس بات کا یقین ہوا کہ شوہر نے ان الفاظ سے طلاق کی نیّت نہیں کی تھی تو اس صورت میں خاتون اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے، اور عدالت میں مقدمہ درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ان دونوں صورتوں کے درمیان بظاہر تعارض معلوم ہو رہا ہے، لہذا آپ یہ بتا دیجیے کہ "المرأۃ کالقاضی" کا کیا مطلب ہے؟ اور شوہر کے حلف کو کس بنیاد پر معتبر قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ جن عبارات سے شوہر کی نیّت کا اعتبار حلف کے ذریعہ ہوتا ہے، وہ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

1: والقول قول الزوج فی ترک النیۃ مع الیقین۔ (ھندیہ ۱/ ۳۷۵)

2: القول له بیمینه فی عدم النیة ویکفی تحلیفها له فی منزله فإن أبی رفعته للحاکم۔۔۔ شامیہ (۳/ ۳۰۱)

مستفتی: حمزہ عبد اللہ

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملہم الصواب

(1،2) مذکورہ بالا دونوں اصول اپنے اپنے مقام پر درست ہیں، اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں ہے، اس لیے کہ پہلے اصول "المرأۃ کالقاضی" کا تعلق ایسے معاملے سے ہے جس میں شوہر اپنے ظاہر قول کے خلاف نیّت کا اظہار کر رہا ہو، تو ایسی صورت میں عورت قاضی کی طرح ظاہر کا اعتبار کرے گی، شوہر کی نیّت اور اس کی قسم کا اعتبار نہیں کرے گی، مثلاً کسی عورت نے خود اپنے کانوں سے سنا ہو یا کسی عادل شخص نے شہادت دی کہ اُس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں، مگر شوہر یہ کہے کہ میری نیّت طلاق کی نہیں تھی، تو ایسے موقع پر جس طرح قاضی شوہر کی اس نیت کے بر خلاف ظاہر کی بنیاد پر تین طلاق کا فیصلہ صادر کرتا ہے، اسی طرح مذکورہ مسئلے میں عورت بھی ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے، شوہر کی نیت کی

Scanned by CamScanner
Scanned by CamScanner

تصدیق نہ کرے، اور اپنی ذات کو شوہر پر حرام سمجھے۔ نیز عورت کے لیے "المراۃ کالقاضی" کا اصول اس وقت ہے جب کہ اسے یقین ہو کہ شوہر نے اسے طلاق دی ہے یا قرینہ ظاہرہ ارادۂ طلاق کا موجود ہو، ورنہ عورت کے لیے "المراۃ کالقاضی" کا اصول نہیں ہے، چنانچہ اس بارے میں فتاوی عثمانی اور امداد الفتاوی کی عبارت ملاحظہ ہو:

فتاویٰ عثمانی کی عبارت:

"اگر قاضی نے خود اپنے کانوں سے شوہر کو تین طلاقیں دیتے ہوئے سنا ہو تا تو وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرتا اور تین طلاقیں نافذ کر دیتا، اسی طرح عورت چونکہ بغیر کسی شک کے تین طلاق کے الفاظ سن چکی ہے، اس لیے اس کے لیے تین طلاقوں پر ہی عمل کرنا لازم ہے، قاضی نے خواہ کچھ فیصلہ کیا ہو"۔ (۲/ ۳۸۵)

امداد الفتاوی کی عبارت

"اور جب دلالۃ حال قرینۂ ظاہرہ ہے ارادۂ طلاق کا تو انکار نیت میں بوجہ خلاف ظاہر ہونے کے قضاءً شوہر کی تصدیق نہ کی جاوے گی اور عورت پر اس معاملہ میں مثل قاضی کے معاملہ کرنا واجب ہے۔ قال الشامی :عن الفتح والتاکید خلاف الظاهر وعلمت أن المرأة كالقاضي لا يحل لها ان تمكن اذا علمت منه ماظاهره خلاف مدعاه"۔ (۲/ ۴۴۵)

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے شاہد کے عادل ہونے کی تصریح کی ہے تاکہ جس بات کی وہ گواہی دے رہا ہے اس کے معتبر ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک باقی نہ رہے، ورنہ عادل کی قید کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور خود قاضی کے لیے بھی شوہر کی نیت کا اعتبار نہ کرنا اس وقت ہے جب کہ کوئی قرینہ شوہر کی تائید نہ کر رہا ہو، اور اگر قرینہ شوہر کی تائید کر رہا ہو تو اس صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کی بات معتبر ہوگی، یہی بات در المختار مع رد المحتار کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتی ہے:

الدر للمختار (۲۵۰/۳)

ولو نوى به الطلاق عن وثاق دين إن لم يقرنه بعدد؛ ولو مكرها صدق قضاء أيضا كما لو صرح بالوثاق أو القيد، وكذا لو نوى طلاقها من زوجها الأول على الصحيح خانية؛ ولو نوى عن العمل لم يصدق أصلا؛ ولو صرح به دين، فقط.

ردالمحتار (۲۵۱/۳)

(قوله عن وثاق) --وعلم أنه لو نوى الطلاق عن قيد دين أيضا (قوله دين) أي تصح نيته فيما بينه وبين ربه تعالى لأنه نوى ما يحتمله لفظه فيفتيه المفتي بعدم الوقوع. أما القاضي فلا يصدقه ويقضي عليه بالوقوع لأنه خلاف الظاهر بلا قرينة--- (قوله صدق قضاء أيضا) أي كما يصدق ديانة لوجود القرينة الدالة على عدم إرادة الإيقاع، وهي الإكراه ط. -- (قوله وكذا لو نوى إلخ) قال في البحر: ومنه أي من الصريح: يا طالق أو يا مطلقة بالتشديد، ولو قال:

Scanned by CamScanner
Scanned by CamScanner

أردت الشتم لم يصدق قضاء ودين خلاصة، ولو كان لها زوج طلقها قبل فقال: أردت ذلك الطلاق صدق ديانة باتفاق الروايات وقضاء في رواية أبي سليمان، وهو حسن كما في الفتح، وهو الصحيح كما في الخانية. ولو لم يكن لها زوج لا يصدق، وكذا لو كان لها زوج قد مات. اهـ. قلت: وقد ذكروا هذا التفصيل في صورة النداء كما سمعت، ولم أر من ذكره في الإخبار كأنت طالق فتأمل (قوله لم يصدق أصلا) أي لا قضاء ولا ديانة قال في الفتح: لأن الطلاق لرفع القيد وهي ليست مقيدة بالعمل فلا يكون محتمل اللفظ وعنه أنه يدين لأنه يستعمل للتخلص (قوله دين فقط) أي ولا يصدق قضاء لأنه يظن أنه طلق ثم وصل لفظ العمل استدراكا بخلاف ما لو وصل لفظ الوثاق لأنه يستعمل فيه قليلا فتح. والحاصل كما في البحر أن كلا من الوثاق والقيد والعمل إما أن يذكر أو ينوى؛ فإن ذكر فإما أن يقرن بالعدد أو لا، فإن قرن به بلا نية وإلا ففي ذكر العمل وقع قضاء فقط، وفي لفظي الوثاق والقيد لا يقع أصلا، وإن لم يذكر بل نوى لا يدين في لفظ العمل ودين في الوثاق والقيد، ويقع قضاء إلا أن يكون مكرها والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل له تمكينه. ---وفي البزازية عن الأوزجندي أنها ترفع الأمر للقاضي، فإنه حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. اهـ. قلت: أي إذا لم تقدر على الفداء أو الهرب ولا على منعه عنها فلا ينافي ما قبله.

اور امداد الفتاوی (۲/ ۴۱۱) میں بھی عند القرینہ شوہر کا قول معتبر قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرتؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "در صورت بائیکہ کہ وقوع اقل چوں دعوی می کند کہ این اخبار است از طلاق سابق کہ ایقاعش معلوم است عدد ش منسی و قرینہ صدق او موجود است یعنی ایقاع سابق، پس دریں دعوی تصدیق کردہ شود و طلاق جدید واقع نہ خواہد شد، چنانچہ روایت رابعہ (قوله صدق قضاء أيضا) أي كما يصدق ديانة لوجود القرينة الدالة على عدم إرادة الإيقاع، وهي الإكراه) ناطق است کہ عند القرینہ دعوی نسبت مخصوصہ مقبول می شود"۔

اور دوسرے اصول "والقول قول الزوج فی ترک النیة مع الیقین" کا تعلق ایسے معاملے سے جس میں شوہر اپنے قول کے ظاہر کے خلاف نیت نہ کر رہا ہو تو اس صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کی بات معتبر ہوگی۔

حاصل یہ ہے کہ شوہر کی نیت کا اعتبار (مع الیمین) اس وقت ہے جبکہ وہ ظاہر قول کے خلاف نیت کا اظہار نہ کر رہا ہو یا کوئی قرینہ اس کی نیت کا موجود ہو، اور اگر ظاہر قول بھی شوہر کی تائید نہ کر رہا ہو اور نہ اس کے علاوہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو شوہر کی نیت کا موید ہو تو اس صورت میں شوہر کی نیت (اگرچہ وہ قسم بھی اٹھائے) معتبر نہ ہوگی، عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس صورت میں قاضی کی طرح ظاہر قول پر عمل کرے۔

Scanned by CamScanner
Scanned by CamScanner

كما فی فتح القدير، رشيديه (6/4)

"وكل مالا يدينه القاضى اذا سمعته منه المرأة او شهد به عند ها عدل لا يسعها ان تدينه لا نها كالقاضى لا تعرف منه الا الظاهر" ـ(**باب ايقاع الطلاق**)

وفی البحر الرائق، باب الطلاق الصريح (448/3) رشيديه

ويدين في الوثاق، والقيد ويقع قضاء إلا أن يكون مكرها، والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه هكذا اقتصر الشارحون وذكر في البزازية وذكر الأوزجندي أنها ترفع الأمر إلى القاضي فإن لم يكن لها بينة يحلفه فإن حلف فالإثم عليه اهـ. ولا فرق في البائن بين الواحدة، والثلاث اهـ.

وفی تنقيح الحامديه، كتاب الطلاق (316) رشيديه

(سئل) فى رجل قال لزوجته "روحى طالق" وكررها ثلاثا ناويا بذلك جميعه واحدة وتاكيدا للأولى وزجرها وتخفويها وهو يحلف بالله العظيم أنه قصد ذلك لا غيره، فهل يقع عليه بذلك واحدة رجعية ديانة حيث نواها فقط، وله مراجعة زوجته فى العدة بدون أذنها حيث لم يتقدم عليها طلقتان ؟ (الجواب) لا يصدق فى ذلك قضاء لأن القاضى مأمور بإتباع الظاهر والله يتولى السرائر، وإذا دار الأمر بين التأسيس والتأكيد تعين الحمل على التأسيس كما فى الأشباة، ويصدق ديانة إنه قصد التأكيد، ويقع عليه بذلك طلقة واحدة رجعية ديانة حيث نواها، وله معراجعتها فى العدة بدون أذنها حيث لم يتقدم عليها طلقتان ـــ لكن لا يصدق أنه قصد التأكيد إلا بيمينه، لأن كل موضع كان القول فيه قوله إنما يصدق مع اليمين لأنه أمين فى الأخبار عما فى ضميره، والقول قوله مع يمينه كما فى الزيلعى وافتى بذلك التمرتاشى وقال فى الخانية: لو قال أنت طالق، انت طالق، انت طالق ـ وقال اردت به التكرار صدق ديانة وفى القضاء طلقت ثلاثا الخ، ومثله فى الأشباة والحدادى وزاد الزيلعى: ان المرأة كالقاضى فلا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك أو علمت به لأنها لا تعلم إلا الظاهر ـ

وفی الفتاوى الهندية، الباب الثاني في إيقاع الطلاق وفيه سبعة فصول (354/1) رشيديه

الفصل الأول في الطلاق الصريح: ـــــ ولو قال لها أنت طالق ونوى به الطلاق عن وثاق لم يصدق في القضاء ويدين فيما بينه وبين الله تعالى. والمرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك أو شهد به شاهد عدل عندها ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ الخ

وفی الفتاوى الهندية (375/1) رشيديه

والأحوال ثلاثة (حالة) الرضا (وحالة) مذاكرة الطلاق بأن تسأل هي طلاقها أو غيرها يسأل طلاقها (وحالة) الغضب ففي حالة الرضا لا يقع الطلاق في الألفاظ كلها إلا بالنية والقول قول الزوج في ترك النية مع اليمين وفي حالة مذاكرة الطلاق يقع الطلاق في سائر الأقسام قضاء إلا فيما يصلح جوابا وردا فإنه لا يجعل طلاقا كذا في الكافي وفي حالة الغضب يصدق في جميع ذلك لاحتمال الرد والسب إلا فيما يصلح للطلاق ولا يصلح للرد والشتم كقوله اعتدي واختاري وأمرك بيدك فإنه لا يصدق في فيها كذا في الهداية ـ

وفی الدر المختار (300/3)

(تتوقف الأقسام) الثلاثة تأثيرا (على نية) للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله، فإن أبى رفعته للحاكم فإن نكل فرق بينهما مجتبى. ـــ (وفي مذاكرة الطلاق) يتوقف (الأول فقط) ويقع بالأخيرين وإن لم ينو لأن مع الدلالة لا يصدق قضاء في نفي النية لأنها أقوى لكونها ظاهرة، والنية باطنة ولذا تقبل بينتها على الدلالة لا على النية إلا أن تقام على إقراره بها عمادية ـــ الخ.

وفی رد المحتار (300/3)

(قوله للاحتمال) لما ذكرنا من أن كل واحد من الألفاظ يحتمل الطلاق وغيره والحال لا تدل على أحدهما فيسأل عن نيته ويصدق في ذلك قضاء بدائع. ـــــــ (قوله توقف الأولان) أي ما يصلح ردا وجوابا وما يصلح سبا وجوابا ولا يتوقف ما يتعين للجواب. بيان ذلك أن حالة الغضب تصلح للرد والتبعيد والسب والشتم كما تصلح للطلاق، وألفاظ الأولين يحتملان ذلك أيضا فصار الحال في نفسه محتملا للطلاق وغيره،

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

فإذا عنى به غيره فقد نوى ما يحتمله كلامه ولا يكذبه الظاهر فيصدق في القضاء، بخلاف ألفاظ الأخير: أي ما يتعين للجواب لأنها وإن احتملت الطلاق وغيره أيضا لكنها ما زال عنها احتمال الرد والتبعيد والسب والشتم اللذين احتملتهما حال الغضب تعينت الحال على إرادة الطلاق فترجح جانب الطلاق في كلامه ظاهرا، فلا يصدق في الصرف عن الظاهر، فلذا وقع بها قضاء بلا توقف على النية كما في صريح الطلاق إذا نوى به الطلاق عن وثاق (قوله يتوقف الأول فقط) أي ما يصلح للرد والجواب لأن حالة المذاكرة تصلح للرد والتبعيد كما تصلح للطلاق دون الشتم وألفاظ الأول كذلك، فإذا نوى بها الرد لا الطلاق فقد نوى محتمل كلامه بلا مخالفة للظاهر فتوقف الوقوع على النية، بخلاف ألفاظ الأخيرين فإنها وإن احتملت الطلاق لكنها لا تحتمل ما تحتمله المذاكرة من الرد والتبعيد، فترجح جانب الطلاق ظاهرا فلا يصدق في الصرف عنه فلذا وقع بها قضاء بلا نية. والحاصل أن الأول يتوقف على النية في حالة الرضا والغضب والمذاكرة، والثاني في حالة الرضا والغضب فقط ويقع في حالة المذاكرة بلا نية، والثالث يتوقف عليها في حالة الرضا فقط، ويقع حالة الغضب والمذاكرة بلا نية ---------- الخ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	واللہ اعلم بالصواب
بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ	بندہ محمد یوسف عباس عفی عنہ	بندہ زاہد محمود عفی عنہ	محمد فرحان حمید صادق آبادی عفی عنہ
۴/ربیع الاول/۱۴۴۱ھ	۴/ربیع الاول/۱۴۴۱ھ	۴/ربیع الاول/۱۴۴۱ھ	مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین کراچی
2019/11/2ش	2019/11/2ش	2019/11/2ش	۴/ربیع الاول/۱۴۴۱ھ
			2019/11/2ش

مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین گلستان جوہر کراچی

حوالہ نمبر: ۱۱۹/۲۹

مؤرخہ: ۸/۳/۲۰۲۰

Scanned by CamScanner
Scanned by CamScanner